سوال نمبر 2(الف) (i)

حکومت برطانیہ کا مسلمانوں سے عناد:

جب پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی اور انگریزوں کا مقابلہ جرمنی کے ساتھ تھا اور ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ ہندوستانی مسلمان ترکی کے سلطان کو خلیفۃ اسلام سمجھتے تھے تو انہوں نے ترکی کی بھرپور مالی اور طبی مدد کی جس کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو مسلمانوں سے نفرت ہو گئی اور وہ اُن کے خلاف ہو گئے۔

سوال نمبر 2(الف) (ii)

ترکی کی حمایت:

پہلی جنگِ عظیم میں مسلمانوں نے ترکی کا ساتھ دیا کیونکہ: مسلمان ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کی وجہ سے خلیفۃ اسلام سمجھتے تھے۔ چنانچہ مسلمانوں نے پہلی جنگِ عظیم میں ترکی کا بھرپور ساتھ دیا جس کی وجہ سے برطانوی حکومت مسلمانوں سے ناراض ہو گئی۔

سوال نمبر 2(الف) (iii)

برطانوی حکومت کی وعدہ خلافی:

برطانوی حکومت نے ہندوستانی مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ وہ جنگ جیتنے کی صورت میں ترکی کی ریاست کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ایسا انہوں نے اسی لیے کیا کیونکہ اُن کو جنگ جیتنے کے لیے مسلمان فوجیوں کی ضرورت تھی۔ مگر جب برطانیہ کو جرمنی سے فتح حاصل ہوئی تو اُنہوں نے ترکی کی ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

سوال نمبر 2 (الف) (iv)

تحریک خلافت:-

جب حکومتِ برطانیہ نے وعدہ خلافی کرکے ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تو مسلمان شدید تشویش میں مبتلا ہوئے اور ترکی کو بچانے کے لیے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ساتھ مل کر تحریک خلافت شروع کی تاکہ سلطنتِ عثمانیہ کے ٹکڑے ہونے سے بچائے جا سکیں اور ترکی سے ریاست کا درجہ نہ چھینا جائے۔

سوال نمبر 2 (الف) (v)

شدھی تحریک کا مقصد:-

شدھی تحریک ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف شروع کی جس کا بنیادی مقصد ہر مسلمان کو ہندو بنانا تھا (زبردستی) - اس میں آریہ سماج کی رضامندی تھی۔

شدھی تحریک:-

شدھی تحریک کا بنیادی مقصد مسلمانوں کا خاتمہ تھا - ہندو مسلمانوں کو مار رہے تھے۔

سوال نمبر 2 (الف) (vi)

تلخیص:-

پہلی جنگِ عظیم میں مسلمانوں نے ترکی کا ساتھ دیا جو کہ برطانیہ کے خلاف جنگ میں جرمنی کا ساتھ دے رہا تھا - برطانیہ کی وعدہ خلافی پر تحریک خلافت جاری کی گئی - ہندوؤں نے شدھی اور شدھن کی تحریک جاری کی - نہرو رپورٹ میں مسلمانوں کی علیحدہ نمائندگی نہ کی گئی۔

سوال نمبر 2(ب) (i)

مجاہد اور زاہد کی صفات :-

اس شعر میں شاعر نے مجاہد اور زاہد اسلاف کرام کو کہا ہے جو اسلام کی خاطر جہاد کرتے اور شہید ہوتے۔ شاعر کہتے ہیں کہ مجاہد بہت بہادر ہیں مگر خدا خوفی اُن کے دل میں ہے۔ وہ جنگیں لڑتے ہیں مگر خدا کے سامنے کانپتے ہیں۔ زاہد وہ لوگ ہیں جو صرف سچی بات پر یقین کرتے ہیں اور اُسے مان لیتے ہیں۔

سوال نمبر 2(ب) (ii)

دلوں میں جذبہ :-

اسلام کی محفلوں میں بیٹھ کر دلوں میں خدمت کا جذبہ اُجاگر ہوتا تھا۔ خواہ وہ خدمتِ رسول ہو یا خدمتِ انسانیت، دونوں کا جذبہ دل میں اُجاگر ہوتا تھا۔ نبی کریم خود انسانیت کے مددگار تھے تو اُن کی محفلوں میں بھی خدمت کی تعلیمات تھیں۔ اُن کی محفلیں انسان کو نرم دل، خدمت گزار اور رحم دل بنا دیتی تھیں۔

سوال نمبر 2(ب) (iii)

اسلام کا ہادی :-

اسلام کا ہادی سے مراد آپ نبی کریم کی مبارک ذات ہے جن کو اللہ رب العزت نے دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ ہادی کا مطلب ہے ہدایت دینے والا۔ اسلام کے ہادی سے مراد ہے ایسا شخص جس کو خدا تعالیٰ نے دنیا پر اسلام کی اشاعت اور اس کی ہدایات انسانیت تک پہنچانے کے لیے بھیجا۔

سوال نمبر 2(ج) (i)

شاعر کا نتیجہ :-

جگ میں آکر شاعر نے دنیا کی رنگینیاں دیکھیں، پہاڑ، درخت، سمندر، صحرا، فلک، زمین غرض سب دیکھنے کے بعد شاعر اس نتیجے پر پہنچا کہ اُسے ہر سو خدا تعالیٰ کی ہی ذات نظر آ رہی ہے۔ وہ جدھر سر گھما کر دیکھتا ہے اُسے رب العزت کے ہی جلوے نظر آتے ہیں۔

؎ شانِ جلال کس کی میاں ہے جبل جبل
رنگِ جمال کس کا جما ہے افق افق

شاعر کو دنیا میں ہر طرف صرف خدا کی ہی ذات نظر آئی۔

سوال نمبر 2(ج) (ii)

مشکلیں آسان ہونا :-

شاعر کے مطابق اگر انسان کو زندگی میں بہت زیادہ غمگین لمحات کا سامنا کرنا پڑا ہو تو اُسے غم کا احساس ہونا ختم ہو جاتا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ کسی بھی چیز کا زیادہ استعمال یا زیادہ ہونا اُس کا اثر کم کر دیتا ہے خواہ وہ خوشیاں ہو غم ہو یا کوئی دوا۔ شاعر نے اپنی زندگی میں اتنے مظالم سہے ہیں کہ اب غم اُسے غم نہیں لگتا۔

؎ زندگی ہے یا کوئی طوفان
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

شاعر کا دل بھر ہو گیا ہے۔

سوال نمبر 2(د) (i)

مرثیہ:-

مرثیہ عربی زبان کے لفظ رثی سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے کسی کی موت پر یا کسی دردناک واقعہ پر دکھ اور درد بھرے اشعار لکھنا۔ یہ ایک طویل نظم ہے۔ اس کے درج ذیل اجزاء ہیں:-

1- چہرہ 2- سراپا 3- رخصت 4- آمد
5- رجز 6- رزم 7- شہادت 8- بین 9- دعا

شہادت:- ممدوح کے مرنے کا منظر۔ اس کی شہادت کا دردناک منظر۔
بین:- شہید ہونے والے کی شہادت پر رونا اور غم کا اظہار کرنا۔

مثال:- مرثیہ میدانِ کربلا

سوال نمبر 2(د) (ii)

صنعتِ تلمیح:-

تلمیح کے معنی ہیں "اشارہ کرنا"۔ جب کلام میں کسی تاریخی واقعے یا قرآن و حدیث کی طرف مختصر الفاظ میں اشارہ کیا جائے تو اسے تلمیح کہتے ہیں۔

مثال:-

ے ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
مرے دردِ دل کی دوا کرے کوئی

(حضرت عیسیٰؑ کی مسیحائی کی طرف اشارہ)

ے نہ گویم سکندر بہ تبیر دارا
مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

(نامور بادشاہوں کی گمنامی کا ذکر)

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 1)

بہادر خان ۔۔ ۔۔۔۔ ۔

۔۔۔ ۔ نظر نہ آتی تھی ۔

تشریح :-

تشریح طلب سطریں اقتباس میں مصنف نے بہادر خان کی آپ بیتی بیان کی ہے۔ بہادر خان کے بقول ایک مردہ روح باہو دھو کر پڑ گئی تھی۔ بہادر خان ملاّ سے التجا کرتا ہے خود سے کہتا ہے کہ میں کیا کروں، بستی میں جہاں تک نگاہوں یا پتھروں کے ذریعے اپنا سر پھاڑ لوں تاکہ میرا اس ملاّ سے پیچھا چھوٹے۔ ملاّ بہادر خان کی جان کا عذاب بن گیا۔ بہادر خان نہایت رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے عزیز اور رشتہ داروں کے لیے بیگانہ ہو گیا ہوں۔ میرے خود کے قبیلے کے لوگ مجھ سے کتراتے ہیں۔ سب کچھ اس ملاّ کی بدولت ہے کہ مجھ سے میرا سب کچھ چھن گیا۔

ے زندگی ہے یا کوئی طوفان
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

بہادر خان اپنے قبیلے پر آہ و زاری کرتے ہوئے اُن منحوس لمحات کو یاد کرتا ہے جب وہ اس شادی پر آیا۔ بہادر خان اُن پلوں کو کوستا ہے جب وہ اپنا سگون چھوڑ کر آیا تھا لیکن :-

"اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیاں

سوال نمبر 3 (صفحہ نمبر 2)

"چگ گئیں کھیت"

بہادر خان کے لیے قبرستان میں وقت کاٹنا دوبھر ہو رہا تھا اُسکے لیے ملاّ کو برداشت کرنا مشکل ہوتا جا رہا تھا وہ بار بار ان لمحات کو کوس رہا تھا جب وہ اس شادی پر آیا۔

ے یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

بہادر خان بار بار یہی سوچ رہا تھا کہ آخر اس نے ایسا کونسا سنگین گناہ کر دیا ہے کہ ملاّ کی صورت میں اس کے سر پر ایک عذاب نازل ہو گیا ہے۔ اس کے اپنوں نے اس سے رخ پھیر لیا ہے۔ اس کے قبیلے والے اسے قبول کرنے کو تیار نہیں اور ملاّ نے اپنی ناک میں دم کر رکھا ہے۔

ے کون سی ہے وہ مصیبت جو مجھ پہ ٹوٹی نہیں
رات دن گردش میں ہیں ہفت آسماں میرے لیے

بہادر شاہ خانا کو یہ لمحات بہت تکلیف دے رہے تھے کیونکہ وہ کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔ وہ بے بس تھا۔

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 1)

کریم ایسے ..... جاتے ہیں
جواب میں ..... نہیں کرتے

تشریح:-

تشریح طلب بند میں شاعر نے حضورِ اکرمؐ کی تعریف، درود شریف کی برکات اور صحابہ کرام کی عادات کا خوبصورتی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

شاعر کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ اتنے زیادہ کریم ہیں کہ جہاں مانگے ہیں الغا مات کی بارش کر دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے:-

ترجمہ: "حضورؐ نے کبھی کسی سائل کے لیے "نہیں" لفظ کا استعمال نہیں کیا خواہ وہ کتنی ہی بڑی شے کا سوال کیوں نہ کرے"

شاعر کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ ہر کسی پر اپنی رحمتوں اور کرمتوں کی بارش کیا کرتے تھے۔ شاعر نے نبی کریمؐ کو "جواد" کہہ کر پکارا ہے جس کا مطلب ہے نبی کریمؐ کبھی بھی دوسروں کو دے کر تھکتے نہ تھے۔ ہمیشہ ہر کسی کی مدد کرتے اور مصیبت میں اُن کے کام آتے۔

وہ نبیوں میں رحمت کا لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

سوال نمبر 4 (صفحہ نمبر 2)

شامل کیے۔ ہیں کہ جن لوگوں کو درود پڑھنے کی توفیق ہوتی ہے وہ کبھی بھی کسی مشکل کا شکار نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ کثرت سے اپنی زبان نبی کریم ﷺ کے ذکر سے تر رکھتے ہیں اور جب بھی اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے تو خدا اُن کی غیب سے مدد فرماتا ہے۔

ے درود اُن پر جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
درود اُن پر جس نے بادشاہی میں فقیری کی

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمیشہ اپنی زبان آپ ﷺ کے ذکر سے تر رکھیں تاکہ اگر ہم کسی مصیبت کا شکار ہوں تو خدا ہمارا مددگار ہو۔

القرآن: "اللہ اور اُس کے فرشتے آپ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجا کرو۔"

آپ ﷺ مہربان اور نرم دل تھے کہ انہوں نے فتح مکہ کے بعد لوگوں سے اُن پر کیے گئے مظالم کا بدلہ نہ لیا بلکہ اُن کو معاف فرما دیا۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا:

ترجمہ: "جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہدایت کا سرچشمہ بنا کر بھیجا تاکہ دنیا میں پھیلا ہوا جہالت کا اندھیرا ختم ہو اور اس کی روشنی پھیلے۔

ے تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانی محمدؐ
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ بھی نہ ملے گا

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 1)

ستاروں سے ..... بھی ہیں
ابھی عشق ..... بھی ہیں

تشریح :-

یہ شعر علامہ محمد اقبال کی نظم جبریل سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے ہر دور کے مسلمانوں کو بیدار کیا اور زوال کے لمحات میں انہیں حوصلہ دیا۔

اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ اے مسلمانوں تم بہت کچھ پا سکتے ہو۔ اگر تمہیں دنیا میں ایک کامیابی نہیں ملی تو اسے بہتر ہزار کامیابیاں تمہاری منتظر ہیں۔ جسطرح انسان کی رسائی چاند اور ستاروں تک ہے، مگر چاند، ستارے اور خلاء اس کائنات کا کل حصہ نہیں ہے۔ ایسی سینکڑوں چیزیں ہیں جس سے انسان آج بھی نابلد ہے۔ اے مسلمان تیرا حوصلہ اتنا چھوٹا نہیں ہے کہ ذرا سی ہار پر بکھر جائے۔

تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر
نہیں ہے تو نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر

شاعر نوجوان نسل کو یہ پیغام دینا چاہ رہے ہیں کہ اپنا مرکز بڑا رکھو، بڑے خواب دیکھو اور اُن کی تعبیر کے لیے دن اور رات ایک کر دو۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 2)

قناعت ..... پر
چمن ..... ہیں

تشریح:

تشریح طلب شعر علامہ محمد اقبال کی نظم سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری نے برصغیر کے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا اور زوال کے وقت اُن کو حوصلہ دیا۔

شاعر اس شعر میں کہتے ہیں کہ دنیا کی رنگینیاں اگر تجھے میسر ہیں تو اِن میں کھو مت جانا۔ اس بزمِ آرائیوں میں خوش نہ ہو جانا اور بس اسے ہی زندگی نہ مان لینا۔ تمھارے سامنے ابھی بہت سے خالی میدان ہیں جن کو تم نے فتح کرنا ہے۔ لہٰذا ان چند پھولوں کی خوبصورتی اور خوشبو سے عارضی طور پر لطف اندوز ہونے کی بجائے، دن رات محنت کرو اور پورا چمن اپنا بنا لو۔

ہے ہر شیشہ ٹوٹ جاتا ہے پتھر کی چوٹ سے
وہ پتھر ہی ٹوٹ جائے وہ شیشہ تلاش کر
منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر

شاعر علامہ اقبال نوجوان نسل کو یہ پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ جو تمہیں میسر ہے صرف اسی میں مگن نہ رہو بلکہ بہتر سے بہترین کی جستجو کرتے رہو۔

سوال نمبر 5 (صفحہ نمبر 3)

تو شاہیں ..... کام تیرا
تیرے سامنے ..... بھی ہیں

تشریح:

یہ شعر علامہ محمد اقبال کی غزل سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری نے ہر مقبرے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا اور زوال میں ان کو حوصلہ دیا۔

تشریح طلب شعر میں شاعر نے نوجوان نسل کو شاہین کہہ کر پکارا ہے۔ علامہ اقبال نے شاہین کا استعارہ اس لیے استعمال کیا ہے کیونکہ شاہین کبھی بھی مرا ہوا شکار نہیں کھاتا۔ ہمیشہ اونچی پرواز رکھتا ہے۔ اس میں خودداری کا جذبہ ہوتا ہے اور وہ محنتی ہوتا ہے۔ اسی لیے شاعر نے اپنی ملت اور اسلام کے رکھوالوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

اے نوجوانِ مسلم! اپنی اوقات کو پہچان۔ تو ایک شاہین کی پرواز لیے مقدر ہے۔ تو اونچا اڑتا ہے اور تیرے سامنے بہت سے ابھی میدان (آسمان) ہیں جن کو تو نے فتح کرنا ہے۔

اے نوجوانِ مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

شاعر کہتے ہیں کہ تیرا کام ہے اونچی اڑان بھی کم کے لیے راضی نہ ہو ہمیشہ بہترین کی جستجو کرو۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 1)

تہنیت نامہ

امتحانی مرکز،
تاریخ: ۱۸ مئی، ۲۰۲۶ء

عنوان: بھائی کو ترقی پر تہنیت نامہ

میرے عزیز بھائی!
السلام علیکم۔

امید ہے کہ آپ اہل و صحت کی بہترین حالت میں ہونگے۔ مجھے ماں جی کے ذریعے آپ کے امتحانات کا نتیجہ معلوم ہوا۔ مجھے بے حد خوشی ہوئی کے آپ نے سالانہ انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں ضلع میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

یہ کامیابی خدا کے فضل اور آپ کی دن رات کی محنت کا ثمر ہے۔ آپ اس شاندار کامیابی کے حقدار تھے۔ آپ کی اس کامیابی نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا مگر بھائی! یاد رکھیے گا کہ یہ کامیابی آپ کو آپ کی منزل کے قریب لے جائے نہ کہ دور۔

ہے تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

سوال نمبر 6 (صفحہ نمبر 2)

اپنی اس شاندار کامیابی کے لیے میری طرف سے
مبارکباد قبول فرمائیں۔ خدا آپ کے مقدر میں
مزید کامیابیاں لکھے۔

(آمین)

خیر اندیش
آپ کی بہن
ع۔ی۔ے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 1)

مضمون نویسی

"سوشل میڈیا کے استعمال کے مثبت اور منفی پہلو"

ے بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

آج کے اس جدید اور ٹیکنیکی دور میں سوشل میڈیا نے بہت ہی آسانی سے ہماری زندگیوں میں گھر کر لیا ہے۔ ہزاروں سال سے انسان لڑی لڑائی کتابوں، ناٹکوں، نہایت محنت و مشقت اور دماغی قوت خرچ کر کے سماجی مسائل کا حل اور روزمرہ کی زندگی کو آسان بنا رہا تھا۔ مگر کمپیوٹر اور موبائل فونز کی ایجاد کے بعد سوشل میڈیا کی ایجاد نے اس دنیا کو ایک نیا روپ دیا۔ سوشل میڈیا ہزاروں سالوں سے ہماری ضرورت تھا مگر ہمیں یہ بات معلوم نہ تھی۔

ے ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سوشل میڈیا کے بہت سے فوائد ہیں مگر ہر چیز جو کہ

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 2)

فائدہ مند ہوتی ہے اُس کا منفی استعمال اُسے مضر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا بھی ہماری زندگی پر منفی اور مثبت دونوں اثرات مرتب کرتا ہے۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے"

سوشل میڈیا نے ہمیں بہت سے فائدے پہنچائے ہیں۔ اس کے ذریعے طلبہ و اساتذہ کو علم کے حصول میں دشواری نہیں ہوتی۔ پر کتاب، پر آرٹیکل، پر ریسرچ پیپر بس ایک کلک کی دوری پر ہے۔

سوشل میڈیا نے اس وسیع و عریض دنیا کو ایک عالمی گاؤں بنا دیا ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ہم اس بگڑتے زمانے میں انقلاب لا سکتے ہیں۔ ہمیں ہر چیز کا استعمال معاشرے کی بہتری کے لیے کرنا چاہیے نہ کہ صرف اپنے فائدے کے لیے۔

کام ہے میرا تغیر، نام ہے میرا شباب
میرا نعرہ انقلاب و انقلاب

سوشل میڈیا ہمیں ہر چیز کو ایک مختلف اور الگ نظریے سے دیکھنے میں مدد کرتا ہے۔ اس کے ذریعے ہم اپنی محدود عقل کو وسیع کر سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ہم اپنی آواز دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔ سوشل میڈیا ہمیں اظہارِ رائے اور انصاف کی آواز

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 3)

اٹھانے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے۔

ے میری سوچ میں نئے موسموں کی شگفتگی کی شمیم ہو
میں اسیرِ فکرِ قدیم ہوں مجھے تازگیِ خیال دے

ہمیں چاہیے کہ ہم سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کرکے پیسے کمائیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے نئی مہارتیں سیکھیں جیسے فری لانسنگ، گیسٹ پوسٹنگ، کونٹینٹ کریشن وغیرہ۔ یہ سب فن ہمیں آنے والے زمانے میں کامیاب بنا سکتے ہیں۔

ع نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

سوشل میڈیا کے ذریعے ہم اپنے وطن پاکستان کو دیگر ممالک کے سامنے اچھے طریقے سے پیش کر سکتے ہیں۔ پاکستانی ثقافت اور رواج و روایات کو دنیا بھر میں مقبول کر سکتے ہیں۔

ے وطن کے پاسباں ہیں وطن کے کام آئیں گے
ہم اِک روز اس زمیں کو آسماں بنائیں گے

سوشل میڈیا کے کئی نقصانات بھی ہیں۔ جیسے سوشل میڈیا نے پوری دنیا کو ایک عالمی گاؤں تو بنایا ہے مگر ساتھ ساتھ اس نے انسان کو اس کے اردگرد کے لوگوں سے دور کر دیا ہے۔

ے آدمی آدمی سے ملتا ہے
دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

سوال نمبر 7 (صفحہ نمبر 4)

سوشل میڈیا پر موجود غلط ویب سائٹس نوجوان نسل کو گمراہ کرتی ہے۔ نوجوان نسل سوشل میڈیا پر آنے والے بناوٹی طرزِ زندگی کے ہی زندگی کا غلط رخ سمجھ لیتی ہے اور اپنی اصل زندگی پر ناخوش اور نالائقی ظاہر ہوتی ہے۔

ے ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

سوشل میڈیا نے لوگوں کے دلوں سے احساس مروت کو ختم کر دیا ہے۔ لوگ کسی کا احساس ہی نہیں کرتے۔

ے ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

سوشل میڈیا نے اس دنیا کو کئی حصوں میں اور طبقوں میں بانٹ دیا ہے۔ لوگ ایک دوسرے کو آن لائن بدی کرتے ہیں۔ سائبر کرائم بھی سوشل میڈیا پر فروغ پاتے ہیں۔

ے کہیں فرقہ بندی، کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کسی بھی چیز کو استعمال کرنے والا ہی اس کو صحیح یا غلط بناتا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو روک لیں تو اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

عمل سے بنتی ہے زندگی جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے